عقائد، فقہ اور تصوُّف کی چند بنیادی باتوں پر مشتمل ایک عام فہم تعارفی رسالہ

عقائد، فقہ اور تصوُّف کا تعارف

مع ان سے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کے ائمہ ومشائخ کا تذکرہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

دینی تعلیمات کے تین بنیادی ارکان

دینی تعلیمات کے بنیادی ارکان تین ہیں:

- عقائد۔
- فقہ۔
- تصوّف۔

دین کے دو بنیادی اجزا:

بنیادی طور پر دین دو چیزوں کا نام ہے:

1۔عقائد۔

2۔اعمال۔

1۔عقائد:

عقائد سے مراد دین و مذہب کی وہ باتیں ہیں جو دل میں جَمائی جائیں اور اَعمال کی بنیاد ہوں اور اُن پر نجات اور کامیابی کا دار و مدار سمجھا جاتا ہو۔ عقیدہ کی جمع عقائد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

عقائد کی اقسام:

ضروری عقائد کی دو قسمیں ہیں:

1۔ عقائد کی ایک قسم تو وہ ہے جو مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اُن پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا، جیسے عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت اور عقیدہ ختمِ نبوت وغیرہ۔

2۔عقائد کی دوسری قسم وہ ہے جو حق جماعت یعنی اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف عقیدہ رکھے گا تو وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو کر گمراہ قرار پائے گا، جیسے ایصالِ ثواب کو حق سمجھنا، قبروں میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا قائل ہونا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اوّل

ماننا، اور ان جیسے دیگر عقائد کو تسلیم کرنا۔

اس لیے دونوں قسم کے عقائد کو سمجھنا اور ان کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

عقائد کی تدوین:

دین میں عقائد کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں عقائد کی تصحیح کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور صحیح عقائد اپنانے اور گمراہ کن عقائد سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی تناظر میں یہ بات بالکل واضح سی ہے کہ ایک عام مسلمان کے لیے قرآن وسنت سے براہِ راست صحیح عقائد اخذ کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے، جس کے نتیجے میں اسے صحیح عقائد سے آگہی نہیں ہوپاتی، اسی طرح امت میں رونما ہونے والے غیر اسلامی، گمراہ کن اور باطل نظریات وعقائد سے بھی اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے اور یہ تحفظ بھی صحیح عقائد سے واقف ہوئے بغیر مشکل ہوتا ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی تھی، بلکہ وقتاً فوقتاً اُبھرنے والے گمراہ کن فتنوں کی وجہ سے اس ضرورت میں شدت آئی کہ امتِ مسلمہ کی راہنمائی کے لیے قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں صحیح عقائد کو واضح اور جمع کردیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ اپنے صحیح عقائد سے آگاہ ہوکر کفر والحاد اور گمراہ کن عقائد سے محفوظ رہ سکے۔

عقائد کی تدوین کے لیے متعدد ائمہ کرام نے نمایاں کارنامے سرانجام دیے، جن میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے "الفقہ الاکبر" کے نام سے، جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے "العقیدۃ الطحاویۃ" کے نام سے اہم کتب تصنیف فرمائی۔

عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مشہور ائمہ کرام:

عقائد کی تدوین میں اہل السنۃ والجماعۃ کے جن ائمہ کرام کو شہرت حاصل ہوئی وہ دو ہیں:

1۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ۔

2۔ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ۔

یہ دونوں ائمہ کرام عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے متفقہ امام ہیں، اور ہم بنیادی طور پر عقائد میں ان دونوں حضرات ہی کے پیروکار ہیں۔ ان دونوں ائمہ کرام کا عقائد میں کوئی بڑا قابلِ ذکر اختلاف نہیں۔ ان حضرات نے قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح عقائد و نظریات واضح طور پر بیان فرمائے، اور گمراہ فرقوں سے امت کو بچانے اور صحیح عقائد کی اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اس لیے امت میں انہیں عقائد کے معاملے میں امامت کا درجہ حاصل ہوا۔ انہی حضرات کی پیروی میں ہم ماتریدی اور اشعری کہلائے جاتے ہیں۔

2۔اعمال:

دین میں دوسری بنیادی چیز اعمال ہیں، پھر اعمال کی دو قسمیں ہیں:

1۔ ظاہری اعمال، جن کا تعلق ظاہری اعضا کے ساتھ ہے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت، وضو، غسل، تجارت، نکاح وغیرہ۔

2۔ باطنی اعمال، جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے، جیسے اخلاص، تواضع، خوفِ خدا، ریاکاری، تکبر، عُجب وغیرہ۔

ظاہری اعمال سے متعلق احکام کا نام ''فقہ'' ہے، جس میں مسائل سے گفتگو کی جاتی ہے، اور باطنی اعمال سے متعلق احکام کا نام ''تصوف'' ہے۔ تصوف درحقیقت باطن کو بُرے اخلاق سے پاک کرنے اور پاکیزہ اخلاق سے منوّر کرنے کا نام ہے۔

ذیل میں ان کی مزید تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

فقہ کی حقیقت:

ظاہری اعمال یعنی جن کا تعلق ظاہری اعضا کے ساتھ ہے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت، وضو، غسل، تجارت، نکاح وغیرہ؛ ان سے متعلق شرعی احکام کا نام فقہ ہے۔ گویا کہ فقہ قرآن وسنت ہی کے اُن احکام ومسائل کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق ظاہری اعمال کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس حقیقت میں دو رائے نہیں ہوسکتی کہ قرآن وسنت میں فقہی احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے فقہی احکام دین کا ایک اہم جز ہیں، جن کی

ضرورت ہر مسلمان کو پڑتی ہے کیوں کہ ان کے بغیر تو دین مکمل ہی نہیں ہو سکتا۔

اس بات کو مزید واضح کیا جائے تو اسے یوں تعبیر کریں گے کہ قرآن و سنت سے ثابت شدہ ظاہری اعمال سے متعلق تمام احکام کا نام فقہ ہے، چاہے وہ مسائل :

- قرآن و سنت میں کسی ابہام اور ٹکراؤ کے بغیر واضح طور پر موجود ہوں۔
- یا قرآن و سنت میں موجود تو ہوں لیکن ان میں کوئی ابہام یا باہمی ٹکراؤ ہو جو کہ امت کے اجماع یا مجتہد کے اجتہاد سے واضح ہو جائیں۔
- یا وہ مسائل قرآن و سنت میں صراحت سے بیان ہی نہیں ہوئے ہوں، پھر اجماع یا مجتہد کے اجتہاد سے ان کا حکم معلوم ہو جائے۔

ان تینوں طرح کے احکام کا نام فقہ ہے۔آخری دونوں صورتوں میں کسی امام مجتہد کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ شرعی دلائل کی روشنی میں ان کا حل پیش کرتا ہے، اس لیے ان دونوں طرح کے احکام میں مجتہد کے ذمّے اجتہاد جبکہ مقلد کے ذمّے ان کی تقلید واجب ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ فقہ کو قرآن و سنت کے خلاف قرار دینا نادانی اور جہالت ہے۔

فقہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ائمہ کرام :

دین کی نظر میں فقہ کے ماہرین کو فقہاء کہتے ہیں، پھر ان میں اجتہادی صلاحیت اور استعداد کے حامل شخصیات کو مجتہدین کہا جاتا ہے۔ فقہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے چار ائمہ مجتہدین ہیں جن کے مذاہب دنیا میں رائج ہوئے :

1: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ۔ 2: امام مالک بن انس رحمہ اللہ۔

3: امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ۔ 4: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

یہ چاروں امام برحق ہیں، البتہ ان میں سے کسی ایک امام ہی کی تقلید ضروری ہے۔

فقہ کی تدوین:

ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن و سنت سے ثابت شدہ ظاہری اعمال سے متعلق تمام احکام کا نام فقہ ہے، اور یہ تو ایک واضح حقیقت ہے کہ ایک عام مسلمان قرآن و سنت کو کماحقّہٗ سمجھ نہیں پاتا، خصوصًا وہ احکام جو قرآن و سنت میں موجود ہی نہ ہوں، یا موجود تو ہوں لیکن ان میں ابہام یا ٹکراؤ ہو تو اس کی وجہ سے بھی وہ عام مسلمان اپنی زندگی سے متعلق شرعی احکام سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتا، جس کے نتیجے میں ایک عام مسلمان کے لیے شریعت کی پیروی کرنا ممکن نہیں رہتا، اس لیے اس بات کی بڑی ضرورت پیش آئی بلکہ گزرتے زمانے کے ساتھ اس ضرورت کی شدت میں اضافہ ہوا کہ امتِ مسلمہ کی راہنمائی کے لیے زندگی کے تمام احکام کو جمع کر دیا جائے، جن میں وہ احکام بھی ہوں جو قرآن و سنت میں کسی ابہام اور ٹکراؤ کے بغیر واضح طور پر موجود ہوں، اور ساتھ ساتھ ان احکام کا بھی حل نکالا جائے جو کہ قرآن و سنت میں موجود تو ہوں لیکن ان میں کوئی ابہام یا باہمی ٹکراؤ ہو، یا جو قرآن و سنت میں صراحت سے بیان ہی نہیں ہوئے ہوں۔

یہ ایک واضح سی بات ہے کہ یہ کام امت کے مجتہدین ہی سرانجام دے سکتے تھے، چوں کہ عہدِ صحابہ میں مجتہدین کرام موجود تھے اور ان سے مسائل پوچھ لینا آسان تھا اس لیے اس کی تدوین کی ضرورت نہ پڑی، پھر جب گزرتے زمانے کے ساتھ اس کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ نے تابعین اور تبع تابعین کے دور ہی سے اس کی تدوین کے لیے اسباب پیدا فرما دیے اور یوں امت کے باکمال مجتہدین کرام کی محنت سے فقہ کی تدوین کا باقاعدہ آغاز ہوا جو کہ امت کے لیے بڑی سہولت اور رحمت کا باعث بنا۔

معروف چار فقہی مذاہب کی تدوین اور ان کی تقلید:

ویسے تو امت میں بہت سے ائمہ مجتہدین گزرے ہیں لیکن امت میں جن مجتہدین کو قبولیت حاصل ہوئی، جن کی فقہ مدوّن اور جمع ہوئی اور امت میں پھیلی وہ چار ہی ہیں: امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے امت میں انھی کے مذاہب جاری فرمائے، اگر کوئی شخص انھی میں سے کسی ایک

کی تقلید کرنا چاہے تو اسے دین کی مکمل تعلیمات میسر آسکتی ہیں، جبکہ دیگر مجتہدین کی فقہ مکمل طور پر مدوَّن نہیں ہوئی، اس لیے ان کے مذاہب امت میں عملی طور پر عام نہ ہوسکے۔

مذاہبِ اربعہ کا اجتہادی اختلاف فرقہ واریت ہر گز نہیں:

یہ بات بھی واضح رہے کہ مذاہبِ اربعہ کا یہ اختلاف فرقہ واریت ہر گز نہیں کیوں کہ فرقے عقائد کے اختلاف سے بنتے ہیں جو کہ نہایت ہی مذموم ہے، جبکہ ان مذاہبِ اربعہ کے مابین عقائد کا کوئی اختلاف نہیں، یہ چاروں مذہب عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ ہی سے منسلک ہیں، بلکہ ان کے مابین جو اختلاف ہے وہ فروعی اجتہادی اختلاف ہے جو کہ عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ سے چلا آرہا ہے، یہ مذموم نہیں بلکہ یہ حق ہے اور امت کے لیے بڑی رحمت بھی!

مذاہبِ اربعہ کے مقلّدین کا نقطہ نظر:

ان تمام اجتہادی اختلافات کے باوجود مذاہبِ اربعہ کے مابین حق و باطل کا اختلاف نہیں کہ ایک امام کا مقلد دوسرے امام کے مذہب کو باطل سمجھتا ہو، بلکہ ان میں سے ہر مذہب کا پیروکار یہ سمجھتا ہے کہ یہ چاروں مذاہب اپنے اپنے طور پر درست ہیں کیوں کہ ائمہ اربعہ نے قرآن وسنت اور شرعی دلائل کی روشنی ہی میں مسائل کا استنباط کیا ہے، یہ اختلاف اجتہادی ہے جو عہدِ نبوی ہی سے چلا آرہا ہے، البتہ میرے امام کا مذہب قرآن وحدیث اور شرعی دلائل کی روشنی میں دیگر مذاہب کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی ایک بڑی وجہ ترجیح ہوتی ہے کسی امام کے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی۔

فائدہ:

اجتہاد اور تقلید سے متعلق تفصیلی مباحث بندہ کی کتاب ”آیئے اسلامی عقائد سیکھیے“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

تصوُّف کی حقیقت:

انسان کے باطنی اعمال یعنی جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے، جیسے اخلاص، تواضع، خوفِ خدا، ریاکاری، تکبر، عُجب وغیرہ؛ ان سے متعلق دینی تعلیمات کا نام تصوف ہے۔ گویا کہ تصوف درحقیقت باطن کو بُرے اخلاق سے پاک کرنے اور پاکیزہ اخلاق سے منوّر کرنے کا نام ہے۔ واضح رہے کہ اس کو طریقت بھی کہا جاتا ہے۔ جب نفس کا تزکیہ اور اس کی اصلاح ہو جاتی ہے تو دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، گویا کہ شریعت پر عمل کرنے کا ایک بہترین راستہ طریقت ہے۔

تصوف کی ضرورت اور اہمیت:

1۔ قرآن وسنت میں ہر شخص کو تزکیہ نفس یعنی نفس کی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے، حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد امت کا تزکیہ بھی ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سورتِ شمس میں گیارہ قسمیں کھا کر تزکیہ کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا کہ: ”کامیاب ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا، اور ناکام ونامراد ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ کیا۔“ اس سے نفس کے تزکیہ اور اصلاح کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

2۔ دین کی روشنی میں تزکیہ نفس کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے باطن کی اصلاح کی جائے، گناہوں سے بچا جائے، اپنے آپ کو اچھے اور پاکیزہ اخلاق سے منور کیا جائے اور برے اخلاق سے پاک کیا جائے۔ قرآن وسنت میں ان باتوں کا تذکرہ اور حکم موجود ہے، اور جس شعبے میں ان باتوں پر عمل کرنا سکھایا جاتا ہے اُسے تصوف کہتے ہیں۔ اگر صرف اسی بات پر غور کیا جائے تو تصوف کی اہمیت آشکارا ہو جاتی ہے۔

تصوف کا حاصل اور اس کے فوائد:

تصوف کا حاصل اور اس کے فوائد یوں بیان کیے جا سکتے ہیں کہ:

1۔ قرآن وسنت میں جو جو اچھے اخلاق مذکور ہیں ان سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا جیسے: اخلاص، عاجزی، تواضع،

خوفِ خدا، رحمدلی، احسان، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے ساتھ حسنِ ظن، حیاوغیرہ۔

2۔ قرآن وسنت میں جن برے اخلاق اور روحانی امراض کی مذمت آئی ہے اُن سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنا، جیسے: ریاکاری، تکبر، کبر، عجب یعنی خودپسندی، حبِ جاہ، عشق مجازی، بدگمانی وغیرہ۔

3۔ دین کے جن احکام پر عمل کرنے میں سستی اور غفلت ہورہی ہو اُس کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنا۔

4۔ جو جو گناہ نہیں چھوٹ رہے ہیں ان کا حل تلاش کرنا۔

5۔ نفس وشیطان کی چالوں سے آگہی اور ان سے بچنے کی توفیق میسر آجانا۔

یہ تصوف کا حاصل اور اس کے فوائد ہیں جس کی وجہ سے اس کی اہمیت وافادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

نفس کے تزکیہ کے لیے بہترین صورت:

باطنی اصلاح کے لیے کوئی بھی جائز اور مفید طریقہ اختیار کیا جائے جس سے تزکیہ کا مقصد حاصل ہو جائے تو درست ہے، چاہے کسی مستند عالم یا اللہ والے بزرگ کا بیان سنا جائے، ان کی کتب کا مطالعہ کیا جائے، ان کی صحبت اختیار کی جائے، ان سے مشاورت کی جائے؛ یہ سب درست ہیں، البتہ ان میں سب سے زیادہ مفید، اہم اور مجرب طریقہ یہی ہے کہ کسی اللہ والے مستند بزرگ اور شیخ کی صحبت اختیار کی جائے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان سے بیعت کی جائے، اس کے بہت سے فائدے ہیں:

- باطنی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔
- شیخ اور اس سلسلے کے مشائخ عظام کی دعائیں اور برکات میسر آتی ہیں۔
- شیخ کی تعلیمات اور ان کے مشورے راہِ سلوک میں سہارا بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے کہ آجکل اس کے بغیر تفصیلی اصلاح نہیں ہو پاتی، اور یہی ہر دور میں ہمارے اکابر دیوبند کا بھی طریقہ رہا ہے کہ وہ اصلاح کی غرض سے اپنے آپ کو کسی مستند شیخ کے سپرد فرما دیتے ہیں۔ اس سے

ہر مسلمان کے لیے کسی اللہ والے شیخ کی صحبت اور ان سے تعلق قائم کرنے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

تصوف کے سلسلوں کی حقیقت:

قرآن وسنت کی روشنی میں ہر شخص پر تزکیہ نفس اور باطنی اصلاح واجب قرار دی گئی ہے، لیکن اس حوالے سے صورتحال یہ ہے کہ:

- بہت سے مسلمانوں کو نفس کے تزکیہ اور باطنی اصلاح کی حقیقت ہی معلوم نہیں۔
- اسی طرح بہت سے مسلمانوں کو تزکیہ کی اہمیت کا احساس ہی نہیں۔
- بہت سے مسلمانوں کو باطنی اچھے اور برے اخلاق اور بیماریوں کا علم ہی نہیں۔
- پھر نفس وشیطان کی چالیں اور مکر وفریب بہت باریک ہوتے ہیں جن کو سمجھنا اور ان سے بچنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

اس طرح کی متعدد وجوہات ایسی ہیں جن کی روشنی میں اس ضرورت کا احساس بڑھ جاتا ہے کہ قرآن وسنت میں موجود باطنی اصلاح سے متعلق دینی تعلیمات کو واضح کر دیا جائے، جس طرح کے عقائد اور فقہ کی تدوین ہوئی اور ان پر محنتیں ہوئیں اسی طرح باطنی اصلاح سے متعلق دینی تعلیمات پر بھی محنت ہوئی، جس کے ماہرین پیدا ہوئے، انھوں نے تصوف ہی کو اپنی محنتوں کا محور بنایا، اس علم کو کھول کھول کر بیان کیا، شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے تجربات کی روشنی میں نفس کی اصلاح سے متعلق تیر بہدف نسخے ایجاد کیے، جس کے نتیجے میں اس علم کو عروج ملا اور عقائد اور فقہ کی طرح اس کے بھی ماہرین اور ائمہ پیدا ہوئے، جن میں سے جن کو شہرت ملی وہ درج ذیل ہیں۔

تصوف میں اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلے:

تصوف میں اہل السنۃ والجماعۃ کے متعدد سلسلے ہیں البتہ ان میں سے چار سلسلے مقبول اور مشہور ہیں:

1: چشتیہ، جو کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

2: قادریہ، جو کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

3: نقشبندیہ، جو کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

4: سہر وردیہ، جو کہ حضرت شہاب الدین سہر وردی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

یہ چاروں سلسلے برحق ہیں، بعض مشائخ ان میں سے کسی ایک میں بیعت کرتے ہیں جبکہ بعض مشائخ ان چاروں میں بیک وقت بیعت کرتے ہیں، دونوں طریقے رائج اور درست ہیں۔

بیعت کا حکم:

اپنی باطنی اصلاح کے لیے کسی مستند شیخ کے ہاتھوں بیعت کرنا سنت اور مستحب ہے، جس کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے، البتہ بیعت مقصود نہیں بلکہ مقصود تو اصلاح ہے اور بیعت اس کا ایک اہم اور مفید ذریعہ ہے۔ ہمارے حضرات اکابر نے بھی ہر دور میں کسی مستند شیخ کے ہاتھوں بیعت کی ہے۔

تصوف سے متعلق رائج غلط فہمیاں:

ماقبل کی تفصیل سے تصوف کی حقیقت، اہمیت، ضرورت اور افادیت بخوبی واضح ہو چکی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ لوگوں میں تصوف سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں عام ہیں، جیسے کہ:

1۔ بعض لوگ تصوف کو قرآن وسنت کے خلاف بلکہ ایک متوازی دین سمجھتے ہیں۔

2۔ بعض لوگ نااہل سجادہ نشینوں اور پیروں کو دیکھتے ہوئے تصوف سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

3۔ بعض لوگوں نے اپنی طرف سے تصوف میں غیر شرعی باتیں داخل کر دی ہیں۔

4۔ بعض لوگ اُن لوگوں کو بھی اپنا پیر و مرشد مان لیتے ہیں جن کے عقائد، افعال اور کردار دینی تعلیمات کے خلاف ہوتے ہیں، حالاں کہ مستند شیخ و مرشد شریعت کا مکمل پیروکار ہوتا ہے تبھی تو وہ مرشد و مربی بنائے جانے کا اہل ہوتا ہے۔

5۔ بعض لوگوں نے بیعت کو محض رسم بنالیا ہے جس کے ذریعے خلافت یا سجادہ نشینی کے حصول کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ تصوف کے مقاصد کے سراسر خلاف ہے۔
6۔ بعض لوگ اپنے پیر سے متعلق کفریہ اور شرکیہ نظریات بھی رکھتے ہیں۔
7۔ بعض لوگ اپنے پیر و مرشد کو سجدے بھی کرتے ہیں جن کا حرام ہونا واضح ہے۔

الغرض تصوف جیسے مفید ترین شعبے میں بہت سی خرافات عام ہوچکی ہیں جن کی وجہ سے عوام کی نگاہوں میں تصوف کی حقیقت اور افادیت نہایت ہی متاثر ہوئی ہے، حالاں کہ اس کی اہمیت اور افادیت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس لیے ایسی تمام غلط فہمیوں اور غلطیوں سے بچتے ہوئے تصوف سے متعلق اپنی سوچ درست رکھنی چاہیے، اس کی افادیت کا قائل ہونا چاہیے اور اپنی اصلاح کے لیے کسی کامل اور مستند شیخ کی صحبت اختیار کر لینی چاہیے۔

وضاحت:

1۔ ماقبل میں عقائد، فقہ اور تصوف سے متعلق چند اہم اور مفید مباحث ذکر کیے گئے ہیں تاکہ ایک خاکہ ساذہن نشین ہوجائے، مزید تفصیلات متعلقہ کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔
2۔ زیرِ نظر تحریر درحقیقت بندہ کی کتاب ”آیئے اسلامی عقائد سیکھیے“ کا جُز ہے جسے الگ سے شائع کیا جارہا ہے، اس لیے اس کی متعدد باتوں کی تفصیل اور وضاحت مذکورہ کتاب میں مل سکتی ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
ماہِ ربیع الثانی 1445ھ/ اکتوبر 2023
03362579499